حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ احسن العلوم کراچی

زین المحافل شرح الشمائل للامام الترمذی
مشاہیر اہل علم اور رسائل و جرائد کی نظر میں

حضرت العلامۃ مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ ایک عبقری شخصیت ہیں اور علم وتحقیق کے میدان میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ مدظلہ نے زعیم ملت قائد جمعیت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کے درسی افادات کے مجموعہ ''زین المحافل شرح الشمائل للامام الترمذی'' پر ایک جامع، مانع، تفصیلی اور بے مثال تبصرہ واظہار خیال اپنے مؤقر جریدہ ماہنامہ ''الاحسن'' میں شائع فرمایا ہے۔ ادارہ اس تبصرہ کو مع مفید حواشی کے نذر قارئین کرتا ہے۔ (ادارہ)

فکیف وودی ماحییت ونصرتی　　لآل رسول اللہ زین المحافل
لکل نبی فی الانام فضیلۃ　　و جملتها مجموعۃ لمحمد

امی لقب ماہ عرب مرکز ایمان
ہر علم و عمل راکہ مداری ومدیری　　(شاہ انور شاہؒ)

مخدوم ومحترم، بزرگ محدث وفقیہ زعیم الملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم وزیدت قوۃ تحریراتہم و تصنیفاتہم ملک کے مقتدر علامہ فہامہ مالک تحریر وتقریر اور سالار حکم واسرار ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ ریحانۃ الدھر وبرکۃ العصر شیخ المحدثین حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ جیسے عالم باعمل کے خلف صادق اور خلف الرشید ہیں، والدہ کی طرف سے آپ استاذ گرامی قدر فقیہہ سرحد فخری ومٹھری حضرت اقدس مولانا عبدالحنان صاحب بارک اللہ فی حیاتہم القیمہ کے سگے بھانجے ہیں۔ یوں متنبی کی زبان میں اور علم ادب کے توصیفی مقام میں آپ اس لائق ہیں کہ کہا جائے شریف النسبین اور نجیب الطرفین ہیں۔ حسب ونسب کے اس شرف اور عز نے آپ کو اپنے وقت کے کئی میادین میں سر لشکر اور سالار جماعت بننے کا شرف عطا فرمایا ہے۔　　وایں چنیں می روی کہ زیبامی روش

اس کے علاوہ آپ کا ساٹھ پینسٹھ سالہ تدریسی اور تصنیفی تجربہ اس پر مستزاد ہے۔

صد بار آزمودم وازاوئے بنودسودم　　من جرب المجرب حلت بہ الندام

مولانا موصوف اکابر علماء اور اشیاء کے یواقیت وجواہر کے ہم نشین اور ان کے دامانِ علوم وافکار کے قائل

رشک مستنیر و مسترشد ہیں چنانچہ آپ کی ہشت جہت حیات محمودہ میں اس وقت علم و تحقیق کے ارتقاء کو اچھا موقع ملا جب آپ درس حدیث دینے لگے اور شباب سے لے کر مقام شیب تک مختلف تعلیم و تدریس اعلیٰ کتب کا معیاری، ملک ملت کی اصلاح و اطلاع بلکہ دفاع کے میدان میں بیش بہا خدمات کے علاوہ قابل قدر تصانیف بھی فرما چکے ہیں جہاں تک مجھے معلوم ہے مولانا موصوف زندگی بھر درس حدیث کے کسی نہ کسی سبق کے استاد رہے ہیں اور بہت سارے اکابر علماء آپ کے شرف تلمذ سے سرشار ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے اپنے دارالعلوم میں ترمذی شریف جلد ثانی کا کامیاب درس دیا ہے، جو آپ کے لائق شاگردوں نے تالیفی رنگ میں محفوظ بھی فرمایا ہے اور اسی کے تکملے اور تتمہ خیر کے طور پر ترمذی شریف کے شمائل پر آپ کے حیرت انگیز افادات ''زین المحافل'' کے نام چھپ چکے ہیں۔ حضرت مولانا حسب سابق کرم بالائے کرم کرتے ہوئے اول تو اس عاجز کو زین المحافل کی تکمیل کی تقریب اور شکر و سپاس کے حلقہ میں دلی امنگوں اور اپنے قابل قدر اصرار والحاح سے مدعو فرمایا جس کے لئے اس عاجز اور فقیر کا جانا ضروری تھا گو'' **وکم حسرات فی بطون المقابر** '' کے پیش نظر عین وقت پر بعض عوارض نے اس عظیم مجلس نورو پر سرور سے محروم کر دیا، جہانگیرہ کے مولانا فضل علی مرحوم نے علامہ امیر علی جہانگیروی کو جو ادھے پور ہندوستان میں کسی ریاست میں مہاراجہ کے دست راست تھے۔ علامہ امیر علی نے استاد مولانا فضل علی کو بڑی خاص محبت اور دلی قدر دانی سے مدعو فرمایا، باوجود طرفین کے ذوق و شوق موجزن ہونے کے اور آپس میں عظیم الفت و راحت مستحکم ہونے کے حضرت مولانا فضل علی مرحوم جانہ سکے اور علامہ امیر علی مرحوم کو یہ شعر لکھ بھیجا میں بھی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو زین المحافل کی تقریب میں شرکت نہ کرنے پر اپنی حسرت و افسوس اور منفرد حرمان سے اسی شعر سے تسلی دیتا ہوں۔

دست تہ از دولت محروم کردہ مارا　　ہم بعدہٗ مسافت مغموم کردہ مارا

شعر میں موجود الفاظ اسرار سمجھے جائیں اور ان کے مصادیق صرف عوارض غیر معین مان لئے جائیں چونکہ مجھے پتہ چلا ہے کہ حضرت مولانا نے اسی مجلس میں اس عاجز فقیر اور نالائق کو بہت زیادہ یاد فرمایا ہے، اس لئے بات لمبی ہوئی۔

لذیذ بود حکایت دراز ترگفتم

باقی زین المحافل کتاب اس وقت شروح شمائل میں جامع ترین شرح ہے۔ عزیز القدر اصلاح الدین حقانی نے بھی ترتیب اور جمع میں حق ادا کیا ہے اور پھر محترم و مکرم مولانا مفتی مختار اللہ کے حواشی، تخریجات اور ان کے مختارات ان سب پر زیادات، اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ بعض مقامات حد درجہ وسعت اور طولانی ابحاث پر مشتمل ہیں جو کامیاب درس حدیث کا تقاضہ ہے کیونکہ اس سے پہلا اکابر و اصاغر کے کئی شروح شمائل آ چکے ہیں مگر زین المحافل واقعی پہلے زین شروح المحافل ہے۔ ایک دو مقام قابل نظر ہیں۔ جلد اول ص ۲۷۳ پر ''**ماشبع رسول اللّٰہ من خبز قط ولا لحم الا علی ضفف** جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ پیٹ بھر کر کھانا کھانے کی نہ تھی

جس کی تائید سینکڑوں روایات سے ہوچکی ہے' البتہ ضیافت کے موقع پر آپ ﷺ احترام ضیافت میں پیٹ بھر کر تناول فرما لیتے تھے۔ اس سلسلے میں جو بحث کی گئی ہے اور پھر سوال جواب پیدا کئے گئے ہیں اس کے بغیر بحث مکمل ہوسکتی تھی اور وہ خارجی مصالح کے لئے مفید تھی [1] مثلاً فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ آداب ضیافت کے لئے ضیف اور مضیف دونوں نفلی روزہ افطار کر سکتے ہیں' اس سے قطع نظر کہ آنحضرت ﷺ مہمان ہوں یا آنحضرت ﷺ کے کاشانہء نبوت پر کوئی اور مہمان ہوالاعلی ضعف ہر دونوں کو شامل ہے۔ ظاہر ہے جب مہمانوں کو کھانا کھلانا یا مہمانوں کے ساتھ کھانا سنت مستمرہ ٹھہری ہے تو اس کے نتیجے میں اگر مہمانداری کے آداب کی وجہ سے معمول سے زیادہ تناول فرمایا گیا تو یہ محل اشکال نہیں ہے۔ گو خلاصہ کلام کے طور پر لیکن اس کلام کا ایک معنی اور بھی ہے ص ۲۷۴ کے بعد جو کچھ لکھا گیا وہ عطر الکلام ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ختام اور خاتم پہننے یا آپ ﷺ کی مہر کے بارے میں جو بحث کی گئی ہے وہ وسیع معلومات کا ذخیرہ ہے' کیونکہ یہ مبحث سب سے زیادہ تفصیلی ہے اور یہ صفحہ ص ۳۰۲ سے ص ۳۲۴ تک ہے' اور ترجیح بائیں ہاتھ میں پہننے کو دی گئی ہے جو قوی اور مختار مذہب ہے۔

مسئلہ جواز الزکوۃ الی السادات کے ذیل میں جواز کو ترجیح دی گئی ہے اور اس سلسلے میں کچھ مشاہیر اور مشائخ کرام کے نام بغیر تنقیح کے دیئے گئے ہیں جن میں امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ بھی ہیں سو اس سلسلے میں عرض ہے کہ اولاً احادیث رسول اللہ ﷺ سب کی سب نہی اور حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

کمالا یخفی علی من له اطلاع بالصحاح الست ثانیاً جو روایت صاحب ہدایہ وغیرہ نے خمس الخمس کی پیش کی وہ صحیح نہیں محقق علی الاطلاق حافظ ابن الھمام مرحوم نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں اس جگہ غریب جداً کے ساتھ اس کی صحت کا انکار کیا ہے اور حرمت پر دلالت کرنے کے لئے ابو رافع غلام رسول ﷺ کا واقعہ پیش کیا ہے اور سادات کو زکوٰۃ دینے کے جواز کا انکار کیا ہے اور اس کو احناف کا قوی اور مختار مذہب کہا ہے۔ ثالثاً مشہور ہے کہ امام طحاویؒ نے خمس الخمس منقطع ہونے کے بعد جواز کا فتویٰ دیا ہے

دو نظر پیش کئے ہیں ایک یہ کہ لفظ صدقہ کی وجہ

یہ درست نہیں بلکہ فرض اور واجب صدقات دینا منع ہے اور نفلی دیئے جا سکتے ہیں' دوسری نظر امام طحاویؒ نے یہ پیش کی کہ اگر بنو عاشم عامل زکوٰۃ بنے تو کیا اس کا (محنتانہ) زکوٰۃ میں سے دیا جاسکتا ہے؟ تو امام طحاویؒ نے حضرت بریرہؓ کی روایت پیش کر کے اس سے جائز کیا ہے' سو یہ صاف واضح ہے کہ حضرت بریرہؓ کے حق میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا **لها صدقة ولنا هدية**" اگر امام طحاویؒ خمس کے منقطع ہونے کی وجہ سے مطلقاً جواز کے قائل تھے تو حضرت بریرہؓ والی روایت جس میں حیلے سے تبدل ملک سے تبدل وصف کا قاعدہ ذکر نہ فرماتے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام طحاویؒ کی کسی اور کتاب میں یہ جواز منقول ہے تو گزارش یہ ہے کہ طحاویؒ سے تین چیزیں متواتر ہیں (۱) شرح معانی الآثار جو علماء کے ہاں عرصہ دراز سے درسی کتاب ہے۔ (۲) دوسری مشکل الآثار اس میں اس قسم کے مباحث نہیں (۳) اور

تیسری احکام القرآن بحمداللہ تینوں کتابوں سے بنو ہاشم کوزکوٰۃ دینے کے عدم جواز کو حدیث اور فقہ کے مطابق حنفیہ کا مذہب ثابت فرمایا ہے۔حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے امداد الفتاویٰ میں فرمایا کہ علت حرمت زکوٰۃ کا اوساخ ہونا ہے نہکہ خمس للہذا خمس منقطع ہونے کے باوجود حرمت برقرار ہے۔امام العصر مولانا انورشاہ صاحبؒ کے علوم کے کائنات میں سب سے زیادہ شناور حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مرحوم اور حضرت الشیخ امام العصر کے علوم حدیث اور فقہ کو محفوظ کرنے کے لئے حضرت نے معارف السنن جمع فرمائی۔اور معارف السنن میں حضرت نے بنو ہاشم کوزکوٰۃ دینا ناجائز ہی مبرہن فرمایا ہے۔اگر حضرت اقدس شاہ صاحب مرحوم کی یہ تحقیق یا باقاعدہ رائے ہوتی تو حضرت ضرور ذکر فرماتے اس لئے فیض الباری پر معارف السنن کے مقابلے میں اعتماد ہر جگہ مناسب نہیں ہے۔صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں اور بلوچستان میں بعض غیر محقق اعمال چل پڑے ہیں ان میں یہ خیال کہ بنو ہاشم کوزکوٰۃ دینا جائز بھی ہے اور پھر امام طحاویؒ کی کسی غیر ثابت عبارت کوشاذ مواطن سے امام طحاویؒ کی تحقیق اور ترجیح یا حنفی مذہب کا قول سمجھا جانے لگا ہے۔چنانچہ امام اہل سنت محقق العصر حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ نے بہت شروع میں اس پر باقاعدہ کتاب لکھی ہے جس کا نام ''الحاوی الی شرح بعض عبارات الطحاوی'' اس کتاب میں محقق العصر نے ابوعصمہ وغیرہ کے ضعیف اقوال کا تفصیلی رد کیا ہے۔عزیزم مولانا مفتی مختار اللہ سلمہ سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کو توجہ سے مطالعہ فرمائیں اور سقیم قول سے ہٹ کر قوی قول طحاوی اور مذہب حنفیہ کی تشہیر اور تحریر فرمائیں۔ہمارے جامعہ میں جامعہ کے ایک استاذ مولوی اسماعیل نے اس عاجز کے تحت الاشراف ایک طویل مقالہ اس موضوع پر لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ بنو ہاشم کوزکوٰۃ یا صدقات واجبہ دینا جائز نہیں اور اس سلسلے میں جواز کے لئے کوئی صحیح حدیث موجود نہیں اور جبکہ احادیث صحاح اور حسان منع اور حرمت پر دال ہیں۔یہی محققین حنفیہ اور اکابر علماء دیوبند کا تقریباً متفقہ فتویٰ ہے اس لئے بنو ہاشم کوزکوٰۃ کے جواز کا قول محل نظر ہے[۲]۔بہر حال زین المحافل اب تک شائع ہونے والی غیر عربی شروح میں جامع ترین ہے۔بزرگوارم مولانا سمیع الحق صاحب کے ذوق حدیث اور شوکت انقیاد اکابر کا مظہر ہے۔مجھے امید ہے کہ دورۂ حدیث کے علماء طلباء اس عظیم کتاب کی دل کی گہرائیوں سے قدردانی فرمائیں گے۔کتاب میں جابجا مولانا موصوف کے مشاہدات عرب وعجم کے علماء کے واقعات زمانے کی مقتدر مفسرین محدثین فقہا اور زعماء کے ارشادات بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح موجود ہیں۔جس نے کتاب کا حسن بیان شوکت تحقیق اور ضرورت فضیلت میں فاتحانہ شان پیدا فرمائی ہے۔شرح زین المحافل کو دیکھ کر بے اختیار زبان پر یہ آیت جاری ہوتی ہے۔**واذا رایت ثم رایت نعیماً وملکا کبیرا (سورہ دھر آیت ۲۰)** اس پر عزیزم مولانا مفتی مختار اللہ کے گراں قدر اور محققانہ حواشی اور تخریجات اور عزیزم مولانا اصلاح الدین کے فلاح وصلاح سے لبریز زیادات اور افاضات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

زفرق تاقدم هر کجا که می نگری　　که شمه تادام ترمی کشه که جاا ینجااست

﴿ حواشی ﴾

(۱) تبصرہ نگار کے انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس جگہ کو محل نظر سمجھتے ہیں حالانکہ اس سوال و جواب میں کوئی ایسی بات نہیں جس کو محل نظر سمجھا جائے۔طلباء کرام کو سبق سمجھانے کے لئے قیل وقال کا تسلسل زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے' اس لئے یہ سوال و جواب علامہ عبدالرؤف مناوی مصری التوفی ۱۰۰۳ نے اور علامہ ابراہیم بیجوریؒ نے ذکر کیا ہے' ملاحظہ ہو شرح الشمائل للمناوی علی ھامش جمع الوسائل لملاعلی قاری ۱/۱۵۵ المواھب اللدنیۃ علی الشمائل المحمدیۃ ص ۶۷۔۶۸۔حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے بھی اس قیل وقال کو خصائل شرح الشمائل میں ذکر کیا ہے اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی انہی کا نام لے کر اپنے الفاظ میں ان کی ترجمانی فرمائی ہے' اور ساتھ دوسرا معنی بھی بیان فرمایا جس کا ذکر علامہ ملاعلی قاریؒ نے جمع الوسائل ۱/۱۵۵ میں **وقیل ومعناہ اذا کان یأکل مع اھل بیتہ اومع الاضیاف والولائم والعقائق الخ** کے ساتھ فرمایا ہے' مولانا صاحب مدظلہ کی تقریر الاعلی ضعف کے دونوں مطالب اور معانی کو محیط ہے جو موضع اشکال نہیں۔

(۲) **مسئلۃ الزکوۃ إلی السادات** احناف کثر اللہ سوادھم کے ہاں بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینے کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

(الف) بنو ہاشم اور سادات کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ دینا جائز نہیں (الھدایۃ علی صدر البنایۃ ۴/۲۰۳)

(ب) ہاشمی اور سید کا صرف اپنے اندر ایک دوسرے کو زکواۃ دینا جائز ہے' دوسروں سے نہیں (البنایۃ شرح الھدایۃ ۴/۲۰۳ فتح الملہم ۳/۹۹' فتح القدیر ۲/۲۱۴)

(ج) بنو ہاشم کو کسی قسم کا صدقہ چاہے زکوٰۃ ہو یا صدقات واجبہ' نفلی صدقہ ہو یا اموال وقف دینا ناجائز ہے (الکواکب الداری ۱/۲۴۱' فتح القدیر ۲/۲۱۴' الکلام الحاوی فی تحقیق عبارۃ الطحاوی ص ۴۵) علامہ ابن ہمام کا رجحان اسی طرف ہے۔ (معارف السنن ۵/۲۶۶)

(د) خمس الخمس کے ختم ہونے کی وجہ سے اب بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ دینا بھی جائز ہے (شرح معانی الاثار للامام الطحاوی ۱/۳۳۳ مکتبہ امدادیہ ملتان) البنایۃ شرح الھدایۃ ۴/۲۰۳' مجمع الانھر ۱/۳۳۱ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

فقہ حنفی کے متون' شروح اور فتاوی کی اکثریت نے اول الذکر رائے کو راجح اور مفتی بہ قرار دیا ہے' مگر بعض ائمہ احناف نے مثلاً امام ابوجعفر طحاویؒ' محدث العصر علامہ انور شاہ صاحب وغیرہ نے آخر الذکر رائے کو تغیر زمانہ اور خمس الخمس کے ختم ہونے کی وجہ سے ترجیح دی ہے۔

کما قال ابراھیم الحلبی وفی الاثار وعن الامام روایتان وبالجواز نأخذ لان الحرمۃ مخصوصۃ بزمانہ علیہ الصلاۃ والسلام (مجمع الانھر ۱/۳۳۱ و فی الدرالمنتقیٰ وعنہ الجواز مطلقاً قال الطحاوی وبہ نأخذ (الدرالمنتقیٰ فی ذیل مجمع الانھر ۱/۳۳۱)

وقال العلامۃ سراج الدین عمر ابن نجیم وروی ابوعصمۃ جواز إعطائھم الواجبۃ فی زماننا لمنعھم من خمس الخمس قال الطحاوی وبہ نأخذ (النھر الفائق ۱/۴۶۷' قدیمی کتب خانہ کراچی)

ومثلہ فی البنایۃ شرح الھدایۃ ۴/۲۰۳ مکتبہ حقانیہ ملتان ومثلہ فی عقد الجید اور یہی رائے دیگر مذاہب کے اہل علم کے ہاں بھی انقلاب زمانہ کی وجہ سے راجح ہے مثلاً مالکیہ میں

قال الابھری المالکی یحل لھم فرضھا ونفلھا (عمدة القاری ۹/ ۸۱ تفسیر صاوی ۲/ ۱۰۰، فقه الزکوٰة للدکتور یوسف قرضاوی ۲/ ۷۳۲)

شافعیہ میں وافتی فخر الدین الرازی من الشافعیة بجواز فی ھذہ الازمنة حین منعوا اسھمھم من بیت المال وضربھم الفقر (عقد الجید للامام ولی اللہ الدھلویؒ ص ۵۰)

قال الاصطخریؒ ان منعوا الخمس جاز صرف الزکوٰة الیھم (عمدة القاری ۹/ ۸۱) وفتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیة ۴/ ۴۵۶، فقه الزکوٰة ۲/ ۳۲۵)

حنابلہ میں قال حافظ ابن قیمؒ : قلت وقد ذھب بعض الفقھاء الی انھم یجوزون لھم الاخذ من الزکوة مطلقاً اذا منعو احقھم من الخمس وافتی به بعض الشافعیة (بدائع الفوائد ۳/ ۱۳۵) ومثله فی کشاف القناع ۲/ ۳۴۰) وفتاوی شیخ الاسلام لابن تیمیة ۴/ ۴۵۶)

علماء متقدمین کے علاوہ علماء متاخرین نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے مثلاً علامہ محمد یوسف قرضاوی فقہ الزکوٰۃ ۲/ ۷۳۲، شیخ ابن عثیمین فتاوی علماء البلد الحرام ۸۵۵، ڈاکٹر محمد عبدہ ، علموا اولادکم محبة آل بیت النبی ص ۳۵. علامہ وھبہ زحیلی الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/ ۸۸۴، متاخرین علماء احناف میں محدث العصر مولانا شاہ محمد انور شاہؒ (فیض الباری ۳/ ۵۲، ملفوظات محدث العصر ص ۲۲۶، مولانا عبدالغفور مدنیؒ و مولانا محمد معصومؒ کفایت المفتی ۴/ ۲۷۲، مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، کفایت المفتی ۴/ ۲۷۲، مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ ، (بحث ونظر ص ۱۰۰، ۱۹۹۰ء پٹنہ بھارت، مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ، منہاج السنن ۳/ ۱۶۹، مولانا سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل ۶۲۲) شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا رجحان درس ترمذی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر صاحبؒ ، مولانا محمد حسن جان شہیدؒ مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب، مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی مدظلہ اور ام المدارس دارالعلوم دیوبند کے مفتیان مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب اور مولانا مفتی محمود بلند شہری (سادات اور بنوہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت ص ۸۰ تا ۸۳)

اگر چہ امام ابوحنیفہؒ سے جواز کا قول غیر ظاہر الروایۃ ہے جس کو امام طحاویؒ نے بھی شرح معانی الاثار ۱/ ۳۳۳ مکتبہ امدادیہ ملتان اور دیگر کتب احناف میں درج ہے، مگر کسی نے امام بھی ابوحنیفہؒ سے اس روایت کی عدم ثبوت کا قول نہیں کیا، اور ضرورت کے تحت امام ابوحنیفہؒ کے غیر ظاہر الروایۃ قول کو مفتی بہ قرار دینا بلکہ ائمہ احناف میں سے کسی کے قول کو مفتی بہ قرار دینا ایک مسلم بات ہے۔

کما قال العلامة ابن عابدین الفتویٰ الیوم علی قول محمدؒ لتغیر احوال الناس فی قصد الاضرار وبه وظھر ان افتاھم بخلاف ظاھر الروایة لتغیر الزمان فلا یرجع ظاھر الروایة علیه (ردالمحتار ۶/ ۲۲۶) دوسرے نظائر کے لئے (ردالمحتار ۱/ ۳۰۶) وغیرہ مطالعہ کیا جاسکتے ہیں۔

تو مذکورہ بالا مسئلہ بھی انہی غیر ظاہر الروایۃ مسائل میں سے ہے، جو حالات کے متغیر ہونے کی وجہ سے راجح ہونے کا متقاضی ہے، اور اسی تقاضہ کو پورا کرتے ہوئے امام العصر حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے جواز کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ اور حضرت شاہ صاحب کے اس فتویٰ کو آپؒ کے دو جید تلامذہ نے نقل کیا ہے۔

(۱) حضرت العلامہ مولانا بدر عالم میرٹھی نے فیض الباری ۳/ ۵۲) میں قلت واخذ الزکوة عندی اسھل من السوال فافتی

بــہ نقل کیا ہے۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اور فیض الباری کے بارے میں حضرت شاہ صاحب نے خلف الرشید آپ کے صاحبزادے مولانا انظر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ مولانا بدر عالم نے مظاہر العلوم سے فراغت کے بعد شاہ صاحب کے درس میں مکرر شرکت کی اور سالہا سال کی تدریسی زندگی اور مشکلات علوم پر تام اطلاع کے ساتھ غالباً آپ بے کے بخاری شریف کے سبق میں چار مرتبہ سے زیادہ شریک رہے، ساتھ ہی جب تک شاہ صاحب بقید حیات رہے، تو ان ہی سے علمی فیوض میں پیدا اشکالات کیلئے مسلسل مراجعت کرتے رہے۔ اس فیض الباری پر مولانا بدر عالمؒ نے حواشی بھی لکھے ہیں، جن میں شاہ صاحب کے دوسرے درسی افادات کو ان کے تلامذہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فیض الباری کا بھی عجیب وغریب معاملہ ہے۔ مرحوم کے بعض تلامذہ کا اصرار ہے کہ ان املائی تقریروں میں کچھ ایسی باتیں بھی آگئیں، جنہیں ان کے قدیم تلامذہ نے درس میں نہیں سنا۔ عرض کر چکا ہوں کہ مسلسل مطالعہ کے نتیجے میں شاہ صاحب کی تحقیقات میں خود تغیر ہوتا رہتا، ممکن ہے کہ فیض الباری میں یہ نقص جو نظر آرہا ہے اسی کا نتیجہ ہو پھر اس کا علاوہ مؤلف نے بکمال دیانت بار بار حواشی میں بے تکلف اس کا اعتراف کیا ہے کہ میں حضرت شاہ صاحب کے کلام کو سمجھ نہیں سکا۔ یا آپ سے مراجعت کے باوجود میں بات سمجھنے سے قاصر رہا۔ ظاہر ہے کہ اس دیانت پسندی کے باوجود مؤلف پر یا اس کی نیت پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ کچھ بھی ہو لیکن راقم الحروف کا یہ تاثر ہے کہ شاہ صاحب کے علمی تعارف میں اس تالیف کو بڑا دخل ہے (نقش دوام المعروف حیات کشمیری صاحبؒ ۳۰۲۔۳۰۳)

(۲) دوسرا شاگرد رشید مولانا احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری، حضرت شاہ صاحبؒ کا فتویٰ نقل کرتے ہیں: فرمایا میرے نزدیک سید کو زکوٰۃ کا مال لینا سوال کرنے سے بہتر ہے۔ امام رازی وطحاوی بروایت امام ابوحنیفہ قائل جواز ہوئے ہیں۔ اور امام رازی کو فقہ فی النفس حاصل ہے۔ اس لئے میں جواز کا فتویٰ دیتا ہوں۔ (ملفوظات محدث کشمیری ۲۶۶، اشرف اکیڈمی لاہور)

اور اصول شرع کے مطابق دو گواہان جب کسی بات کی گواہی دے تو وہی بات معتبر ہوتی ہے۔ اور شاہ صاحب کا یہ فتویٰ بھی آپ کے دو جید اور معتبر تلامذہ نے نقل کیا ہے، اس لئے یہی شاہ صاحب کا فتویٰ اور رائے ہے بلکہ حضرت شاہ صاحب کے تیسرے شاگرد مولانا عبدالقدیر صاحب کا مطلقاً فقراء کو زکوٰۃ دینے کا فتویٰ دینا چاہیے، فقیر اعوان قوم کا ہو یا پٹھان، یا خان خیل ہو حضرت شاہ کی رائے کی ترجمانی کرتا ہے۔ شاہ صاحب کے شاگردوں میں سے کسی نے بھی اس بات کی تردید نہیں کی۔ حتیٰ کہ حضرت شاہ صاحب کے شاگرد رشید محدث کبیر حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن میں اس کی نہ تردید کی اور نہ تصدیق بلکہ اس طرف اشارہ تک نہیں کیا ہے۔ اگرچہ آپؒ نے اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ملاحظہ ہو معارف السنن ۵/ ۲۶۵، ۲۶۶) لیکن حضرت بنوریؒ کا حضرت شاہ صاحب کے اس فتویٰ جواز کو نقل نہ کرنا شاہ صاحب نے عدم نقل کیلئے مستلزم نہیں۔ جیسا کہ تبصرہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ تفصیل میں مــجــمــع الانھر ۱/ ۳۳۱، الــدار الــمـنـتـقی، النھر الفائق، النبایة شرح الھدایة، شاہ ولی اللہ کے عقد الجید اور حضرت شاہ انور شاہ صاحبؒ کے ملفوظات وغیرہ سے معلوم ہوا کہ امام طحاویؒ بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ اس لئے ان جملہ محققین اکابر علماء امت کے اس نقل کو نظر انداز کرنا ان پر سُوء ظن کے مترادف ہے۔

بہر حال یہ مسئلہ اجتہادی اور فروعی ہے، اہل علم حضرات حالات حاضرہ کو مد نظر رکھ کر اس مسئلہ پر غور فرمائیں۔ لـعـل اللہ یـحـدث بـعـد ذالک امراً (مختار اللہ حقانی، خادم دار الافتاء وشعبہ تخصص فی الفقہ دار العلوم حقانیہ)